

11774-چہرے کا پردہ کرنے کے تفصیلی دلائل

سوال

میں عورت کے پردہ کے متعلق قرآنی آیات معلوم کرنا چاہتی ہوں تاکہ اپنی کچھ مسلمان بہنوں کو پیش کر سکوں، وہ معلوم کرنا چاہتی ہیں کہ اگر چہرے کا پردہ واجب یا کہ افضل ہے واجب نہیں؟

پسندیدہ جواب

مسلمان بھائی آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ عورت کا اجنبی اور غیر محرم مردوں سے چہرے کا پردہ کرنا واجب ہے، جس کے وجوب پر کتاب اللہ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت، اور معتبر اور صحیح قیاس مطردہ کے دلائل موجود ہیں:

اول:

کتاب اللہ کے دلائل:

پہلی دلیل:

اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿اور آپ مومن عورتوں کو کہہ دیجئے کہ وہ بھی اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں، اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں، سوائے اسکے جو ظاہر ہے، اور اپنے گریبانوں پر اپنی اوڑھنیاں ڈالے رہیں، اور اپنی آرائش کو کسی کے سامنے ظاہر نہ کریں، سوائے اپنے خاوندوں کے، یا اپنے والد کے، یا اپنے سر کے، یا اپنے پیٹوں کے، یا اپنے خاوند کے پیٹوں کے، یا اپنے بھائیوں کے، یا اپنے بھتیجیوں کے، یا اپنے بھانجوں کے، یا اپنے میل جول کی عورتوں کے، یا غلاموں کے، یا ایسے نوکر چاکر مردوں کے جو شہوت والے نہ ہوں، یا ایسے بچوں کے جو عورتوں کے پردے کی باتوں سے مطلع نہیں، اور اس طرح زور زور سے پاؤں مار کر نہ چلیں کہ انکی پوشیدہ زینت معلوم ہو جائے، اے مسلمانو! تم سب کے سب اللہ کی جانب توبہ کرو، تاکہ تم نجات پا جاؤ﴾۔ النور (31).

اس آیت سے عورت کے پردہ کے وجوب کی دلالت درج ذیل ہے:

اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے مومن عورتوں کو اپنی عفت و عصمت کی حفاظت کا حکم دیا ہے، اور عفت و عصمت کی حفاظت کا حکم ایسا معاملہ ہے جو اس کے وسیلہ کی حفاظت کے ساتھ ہوگا، اور کسی بھی عاقل شخص کو اس میں شک نہیں کہ اس کے وسائل میں چہرہ ڈھانپنا بھی شامل ہے، کیونکہ چہرہ نگار رکھنا عورت کو دیکھنے، اور اس کے حسن و جمال میں غور و فکر کرنے اور اس سے لذت حاصل کرنے کا سبب ہے، جس کے نتیجے میں وہاں تک پہنچنے کی کوشش اور رابطہ کیا جائیگا۔

اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

”آئ نکھیں زنا کرتی ہیں، اور ان کا زنا دیکھنا ہے....“

پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اور شرمگاہ اس کی تصدیق کرتی ہے، یا پھر تکذیب کر دیتی ہے"

صحیح بخاری حدیث نمبر (6612) صحیح مسلم حدیث نمبر (2657).

تو جب چہرہ کا ڈھانپنا عفت و عصمت اور شرمگاہ کی حفاظت کے وسائل میں سے ہے تو پھر اسکا بھی حکم ہے، کیونکہ وسائل کو بھی مقاصد کے احکام حاصل ہیں.

ب اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے :

﴿اور وہ اپنی اوڑھنیاں اپنے گریبانوں پر اوڑھ کر رکھیں﴾.

گریبان سر ڈالنے والا سوراخ ہے، وراں شمار اس چادر کو کہتے ہیں جس سے وہ اپنا سر ڈھانپتی ہے، تو جب عورت کو یہ حکم ہے کہ وہ اپنی اوڑھنی اپنے گریبان پر اوڑھیں تو عورت کو اپنا چہرہ چھپانے کا بھی حکم ہے، کیونکہ یا تو یہ اس سے لازم ہے، یا پھر قیاس کے ساتھ، کیونکہ جب حلقوم اور سینہ چھپانے کا حکم ہے تو بالاولیٰ چہرہ ڈھانپنے کا حکم ہے، کیونکہ یہ تو حسن و خوبصورتی اور جمال اور پر فتنہ بلکہ ہے.

ج اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ظاہری زینت کے علاوہ باقی سب زیبائش اور بناؤ سنجھا کر کو مطلقاً ظاہر کرنے سے منع کیا ہے، اور ظاہری زینت مثلاً ظاہری کپڑوں کا ظاہر ہونا تو ضروری ہے، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے "الاما ظھر منھا" کے الفاظ بولے ہیں، اور یہ نہیں فرمایا: "الاما اظھر منھا" بعض سلف مثلاً ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما، اور ابن سیرین وغیرہ نے قولہ تعالیٰ:

"الاما ظھر منھا" کی تفسیر چادر اور کپڑے، اور کپڑوں کے نیچی طرف سے (یعنی اعضاء کے کنارے) جو ظاہر ہوں گی ہے، پھر پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں زینت ظاہر کرنے سے دوبارہ منع کیا ہے، لیکن جن کو اس سے استثنیٰ کیا ہے ان کے سامنے ظاہر کر سکتی ہے، تو اس سے پتہ چلا کہ دوسری زینت پہلی زینت کے علاوہ ہے، تو پہلی زینت سے مراد ظاہری زینت ہے جو ہر ایک کے لیے ظاہر ہوگی جس کا چھپانا ممکن نہیں، اور دوسری زینت سے مراد باطنی زینت ہے (اور اس میں چہرہ بھی ہے) اور اگر یہ زینت ہر ایک کے سامنے ظاہر کرنی جائز ہوتی تو پھر پہلی زینت کو عام کرنے اور دوسری کو استثنیٰ کرنے میں کوئی فائدہ معلوم نہیں ہوتا.

د اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے غیر اولی الاربعہ مردوں کے سامنے زینت ظاہر کرنے کی رخصت دی ہے، اور غیر اولی الاربعہ وہ خادم ہیں جنہیں کوئی شہوت نہیں، اور وہ بچے ہیں جو شہوت کو نہیں پہنچے، اور نہ ہی عورتوں کی پردہ والی اشیاء کی اطلاع رکھتے ہیں، تو یہ دو چیزوں پر دلالت کرتا ہے:

1- ان دو قسموں کے علاوہ باطنی زینت کسی اور اجنبی اور غیر محرم کے سامنے ظاہر کرنی جائز نہیں.

2- حکم کی علت اور مدار عورت سے فتنہ اور اس سے تعلق پیدا ہونے کے خوف اور خدشہ پر مبنی ہے، اور بلاشک و شبہ چہرہ حسن و جمال کا منبع اور پر فتنہ بلکہ ہے، تو اس کا چھپانا واجب ہوا، تاکہ شہوت والے مرد اس سے فتنہ میں نہ پڑیں.

ہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿اور اس طرح زور زور سے پاؤں مار کر نہ چلیں کہ انکی پوشیدہ زینت معلوم ہو جائے﴾.

یعنی عورت اپنے پاؤں زمین پر مت مارے کہ جو اس نے خفیہ پازیب اور پاؤں میں زیور پہن رکھا ہے انکی جھنکار سنائی دے، چنانچہ جب پازیب وغیرہ کی آواز سن کر مرد کے فتنہ میں پڑنے کے خوف سے عورت کو زمین پر پاؤں مارنے سے منع کیا گیا ہے تو پھر چہرہ نکا رکھنا کیسا ہوگا۔

ان دونوں میں سے فتنہ کے اعتبار سے کونسی چیز بڑی ہے آیا عورت کے پازیب کی آواز جس کے متعلق یہ پتہ نہیں کہ وہ کیسی اور کتنی خوبصورت ہے، اور نہ ہی یہ علم ہے کہ آیا وہ نوجوان ہے یا بوڑھی؟ اور نہ ہی یہ معلوم ہے کہ آیا وہ بد صورت ہے یا کہ خوبصورت؟

یا کہ خوبصورتی و جمال اور نوجوانی سے بھرپور چہرے کو دیکھنا، اور پر فتن حسن و جمال کا نظارہ کرنا جو اس کی جانب دیکھنے کی دعوت دے رہا ہو؟

ہر انسان جسے عورتوں میں تھوڑی بھی خواہش ہے وہ یہ جانے کہ دونوں فتنوں میں سے کونسا بڑا ہے، اور کون چھپانے اور مخفی رکھنے کا زیادہ حق رکھتا ہے۔

دوسری دلیل :

اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے :

﴿اور وہ بڑی بوڑھی عورتیں جنہیں نکاح کی امید (اور خواہش ہی) نہ رہی ہو وہ اگر اپنی چادر اتار رکھیں تو ان پر کوئی گناہ نہیں، بشرطیکہ وہ اپنا بناؤ سنگھار ظاہر کرنے والیاں نہ ہوں، تاہم اگر ان سے بھی احتیاط رکھیں تو ان کے لیے بہت بہتر اور افضل ہے، اور اللہ تعالیٰ سنتا اور جانتا ہے﴾۔ النور (60)۔

وجہ دلالت یہ ہے کہ :

اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے بڑی عمر کی بوڑھی عورتوں سے ایک شرط کے ساتھ گناہ کی نفی کی ہے جو زیادہ عمر ہو جانے کی بنا پر مردوں کی رغبت نہ رکھتے ہوئے نکاح کی خواہش نہیں رکھتیں، کہ اس سے انکی غرض بے پردگی اور زیب و زینت نہ ہو۔

اور ان بوڑھی عورتوں کے ساتھ حکم کی تخصیص اس بات کی دلیل ہے کہ نوجوان لڑکیاں جو نکاح کرنا چاہتا ہیں وہ اس میں مخالفت حکم رکھتی ہیں، اور اگر چادر اتارنے کا حکم سب کو عام ہوتا تو پھر ان بوڑھی عورتوں کی تخصیص کرنے کا کوئی فائدہ نہ تھا۔

اور قولہ تعالیٰ :

﴿بشرطیکہ وہ اپنا بناؤ سنگھار ظاہر کرنے والیاں نہ ہوں﴾۔

سے نکاح کی خواہش کرنے والی نوجوان لڑکی کے پردہ کرنے کے وجوب پر ایک اور دلیل ملتی ہے کہ اس کے لیے غالب یہ ہے کہ جب وہ اپنا چہرہ نکا کرے گی تو وہ اپنا سنگھار اور خوبصورتی و جمال ظاہر کرنا چاہتی ہے، اور اپنی جانب مردوں کو متوجہ کرنا چاہتی ہے تاکہ وہ اس کی طرف دیکھیں، اور اس کے سوا نادر ہے، اور نادر کا حکم نہیں ہوتا۔

تیسری دلیل :

اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے :

﴿اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ اپنی بیویوں اور اپنی بیٹیوں اور مومنوں کی عورتوں سے کہہ دیجئے کہ وہ اپنے اوپر اپنی چادر لٹکایا کریں، اس سے بہت جلد انکی شناخت ہو جایا کریگی پھر وہ ستائی نہ جائیگی، اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے﴾۔ الاحزاب (59)۔

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ :

"اللہ تعالیٰ نے مومن کی عورتوں کو یہ حکم دیا کہ جب وہ اپنے گھروں سے ضرورت کے لیے باہر نکلیں تو اوڑھنیوں کے ساتھ اپنے پھروں کو اپنے سروں کے اوپر سے ڈھانپ لیں، اور اپنی ایک آنکھ ظاہر رکھیں"

اور جلیل القدر صحابی کی تفسیر حجت ہے، بلکہ بعض علماء کرام تو کہتے ہیں کہ :

یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک مرفوع حدیث کے حکم میں ہے۔

اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا یہ قول کہ :

"وہ اپنی ایک آنکھ ظاہر کریں" صرف ضرورت کی بنا پر اس کی رخصت دی گئی ہے، تاکہ وہ راستہ دیکھ سکیں، لیکن اگر ضرورت نہ ہو تو پھر اسے بھی ظاہر کرنا صحیح نہیں۔

اور جالب اس چادر کو کہتے ہیں جو دوپٹے کے اوپر ہوتی ہے، اور عبا کا طور پر استعمال کی جاتی ہے۔

چوتھی دلیل :

اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے :

﴿ان عورتوں پر کوئی گناہ نہیں کہ وہ اپنے باپوں، اور اپنے بیٹوں، اور بھائیوں اور بھتیجیوں، اور بھانجیوں، اور اپنی (میل جول کی) عورتوں، اور ملکیت کے ماتحت (لونڈی اور غلام) کے

سامنے ہوں، اور اے عورتو اللہ تعالیٰ سے ڈرتی رہو اللہ تعالیٰ یقیناً ہر چیز پر شاہد ہے﴾۔ الاحزاب (55)

ابن کثیر رحمہ اللہ کہتے ہیں :

جب اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو اجنبی اور غیر محرم مردوں سے پردہ کا حکم دیا تو بیان کیا کہ ان قریبی رشتہ دار مردوں سے پردہ کرنا واجب نہیں، جیسا کہ سورۃ النور میں بھی انہیں استثناء کرتے

ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے :

﴿اور وہ اپنی زینت اور بناؤ سنگھار ظاہر مت کریں، مگر اپنے خاوندوں کے لیے﴾۔ الخ

دوم :

پھر سے کا پردہ واجب ہونے کے سنت نبویہ سے دلائل :

پہلی دلیل :

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

جب تم میں سے کوئی شخص بھی کسی عورت کو شادی کا پیغام بھیجے اور اس سے منگنی کرنا چاہے تو اس کے لیے اسے دیکھنے میں کوئی گناہ نہیں، اگر وہ اسے منگنی کی غرض سے دیکھنا چاہتا ہو، چاہے وہ عورت کی لاعلمی میں ہی اسے دیکھ لے"

اسے احمد نے روایت کیا ہے، مجمع الزوائد کے مولف لکھتے ہیں: اس کے رجال صحیح کے رجال ہیں۔

اس سے وجہ دلالت :

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منگنی کرنے والے شخص سے گناہ کی نفی کی ہے، خاص کر اس شرط کے ساتھ کہ وہ اسے منگنی کی غرض سے دیکھے، جو اس کی دلیل ہے کہ منگنی کے بغیر ہر اجنبی عورت کو دیکھنے والا شخص ہر حالت میں گناہ گار ہوگا، اور اسی طرح جب شادی کا پیغام بھیجنے والا شخص منگنی کرنے کی غرض کے بغیر ہی لڑکی کو دیکھے تو بھی اسے گناہ ہوگا، مثلاً کوئی شخص لذت اور فائدہ حاصل کرنے کے لیے دیکھے۔

اور اگر یہ کہا جائے کہ: حدیث میں تو اس کا بیان ہی نہیں کہ وہ کیا چیز دیکھے، ہوسکتا ہے اس سے مراد سینہ اور گلہ ہو؟

اس کا جواب یہ ہے کہ :

ہر کوئی جانتا ہے کہ شادی کا پیغام دینے والے شخص کا مقصد خوبصورتی حاصل کرنا ہے، اور ساری خوبصورتی چہرے میں ہی ہوتی ہے، اور اس کے علاوہ جو کچھ ہے وہ چہرے کی خوبصورتی کے تابع ہے، اس کا غائب ہونا ہی نہیں کیا جاتا، تو شادی کا پیغام دینے والا صرف عورت کے چہرہ کو دیکھے گا، کیونکہ بلاشبہ خوبصورتی چاہنے والے کے لیے فی ذاتہ یہی مقصود ہے۔

دوسری دلیل :

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب عورتوں کو عید کے لیے عید گاہ جانے کا حکم دیا تو عورتوں نے عرض کیا :

اے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں سے کسی ایک کے پاس ہوسکتا ہے پردہ کرنے کے لیے چادر اور اوڑھنی نہ ہو؟

تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"اس کی (مسلمان) بہن کو چاہیے کہ وہ اپنی اوڑھنی اور ہادے"

صحیح بخاری اور صحیح مسلم۔

تو یہ حدیث اس کی دلیل ہے کہ صحابہ کرام کی عورتوں میں عادت تھی کہ وہ چادر اور اوڑھنی کے بغیر باہر نہیں نکلتی تھیں، اور چادر نہ ہونے کی حالت میں ان کے لیے باہر نکلنا ممکن نہ تھا، اور چادر اور اوڑھنی اوڑھنے کے حکم میں یہ دلیل پائی جاتی ہے کہ پردہ کرنا لازمی ہے۔

واللہ اعلم۔

تیسری دلیل :

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے وہ بیان کرتی ہیں کہ :

"رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز فجر ادا کرتے تو آپ کے ساتھ مومن عورتیں بھی اپنی چادریں پلیٹ کر نماز میں شامل ہوتیں، اور پھر وہ اپنے گھروں کو واپس ہوتی تو اندھیرا ہونے کی بنا پر انہیں کوئی بھی نہیں پہچانتا تھا"

اور وہ کہتی ہیں :

"اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں کی یہ حالت دیکھ لیتے جو ہم دیکھ رہے ہیں، تو انہیں مسجدوں میں آنے سے روک دیتے جس طرح بنی اسرائیل کی عورتوں کو روک دیا گیا تھا"

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی اسی طرح روایت ہے۔

اس حدیث سے دو وجہ سے دلالت کی گئی ہے :

پہلی :

پردہ کرنا اور چھپ کر رہنا صحابہ کرام کی عورتوں کی عادت تھی، جو کہ سب سے بہتر لوگ ہیں، اور اللہ کے ہاں لوگوں سے سب سے زیادہ عزیز ہیں۔

دوسری :

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما عالم و فقیہ اور بصیرت کے مالک ہیں، دونوں ہی یہ بتا رہے ہیں کہ اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم وہ کچھ دیکھ لیتے جو ہم عورتوں کی حالت دیکھ رہے ہیں تو انہیں مسجدوں میں آنے سے روک دیتے، اور یہ اس دور کی بات ہے جو سب ادوار سے بہتر اور افضل تھا، تو پھر اب ہمارے اس دور میں کیا؟!!

چوتھی دلیل :

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"جس نے بھی تکبر کے ساتھ کہہ پڑا کھینچنا اللہ تعالیٰ روز قیامت اس کی جانب دیکھے گا بھی نہیں"

تو ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہنے لگیں :

تو پھر عورتیں اپنی لٹکتی ہوئی چادروں کا کیا کریں؟

تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"وہ ایک بالشت تک اسے ٹنخوں سے نیچے لٹکا کر رکھیں"

وہ کہنے لگیں :

"پھر تو ان کے پاؤں ننگے ہو جایا کریگے"

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"تو پھر وہ ایک ہاتھ نیچے لٹکایا کریں، اور اس سے زیادہ نہیں"

جامع ترمذی حدیث نمبر (1731) سنن نسائی حدیث نمبر (5336) سنن ابوداؤد حدیث نمبر (4117) سنن ابن ماجہ حدیث نمبر (3580) علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح سنن ترمذی میں اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔

تو اس حدیث میں عورت کے پاؤں ڈھانپنے کے وجوب کی دلیل پائی جاتی ہے، اور اس کی دلیل ہے کہ یہ چیز صحابہ کرام کی عورتوں میں معلوم تھی، اور پھر بلاشبک و شبہ پاؤں تو چہرے اور ہاتھ سے کم فتنہ و خرابی کے باعث ہیں، تو کم چیز کی تنبیہ اس سے بڑھی چیز پر تنبیہ ہے، اور وہ اس کے حکم میں اولیٰ اور افضل ہے۔

اور پھر شرعی حکمت اسکا انکار کرتی ہے کہ کم فتنہ اور خرابی کی باعث چیز کا تو پردہ ہو، اور اسے چھپایا اور ڈھانپا جائے، اور جو اس سے فتنہ و خرابی میں بڑی اور زیادہ ہو اسے ننگا رکھنے کی اجازت دی جائے، یہ ایک ایسا تناقض ہے جو اللہ کی حکمت و شرع کے لیے مستحیل ہے۔

پانچویں دلیل:

عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ:

"ہمارے پاس سے قافلہ سوار گزرتے اور ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ احرام کی حالت میں تھیں، تو جب وہ ہمارے برابر آتے تو ہم میں سے عورتیں اپنی چادر اپنے سر سے اپنے چہرہ پر لٹکا دیتی، اور جب وہ ہم سے آگے نکل جاتے تو ہم چہرہ ننگا کر دیتیں"

سنن ابوداؤد حدیث نمبر (1562) سنن ابن ماجہ حدیث نمبر (2935) ابن خزیمہ نے (203/4) میں اسے صحیح قرار دیا ہے، اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "جلباب المرأة المسلمة" میں اسے صحیح قرار دیا ہے۔

عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا قول:

"جب وہ ہمارے برابر آتے"

اس سے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مراد قافلہ سوار ہیں، اور یہ قول:

"ہم میں سے عورتیں اپنے چہرے پر اپنی اوڑھنی لٹکا لیتی"

یہ چہرے کے پردہ کے واجب ہونے کی دلیل ہے، کیونکہ احرام کی حالت میں عورت کے لیے اپنا چہرہ ننگا رکھنا مشروع ہے، تو اگر چہرہ ننگا رکھنے میں کوئی قوی مانع نہ ہو تو اس وقت ننگا رکھنا باقی رہتا حتیٰ کہ قافلہ سواروں کے گزرتے وقت بھی۔

اسکا بیان اور تفصیل یہ ہے کہ: احرام کی حالت میں عورت کے لیے اپنا چہرہ نکار کھنا اکثر اہل علم کے ہاں واجب ہے، اس کا کوئی معارض نہیں، صرف وہی جو واجب ہے، تو اگر پردہ کرنا اور چہرہ ڈھانپنا واجب نہ ہوتا تو احرام کی حالت میں واجب کو ترک کرنا جائز نہ ہوتا۔

صحیح بخاری اور مسلم وغیرہ میں یہ حدیث موجود ہے کہ:

"احرام کی حالت میں عورت کو نقاب اور دستا نے پہننا ممنوع ہیں"

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"یہ اس کی دلیل ہے کہ نقاب اور دستا نے ان عورتوں میں معروف تھے جو احرام والی نہ تھیں، اور یہ عورتوں کے چہرے اور ہاتھ کا پردہ کرنے کا تقاضا کرتا ہے۔

یہ کتاب و سنت میں سو نودلائل تھے:

اور دوسویں دلیل یہ ہے کہ:

صحیح اعتبار اور قیاس مطرح ہے، جو یہ کامل شریعت لائی ہے اور وہ مصالح اور اس کے وسائل کا اقرار، اور ان پر ابھارنا، اور خرابیوں اور ان کے وسائل کا انکار اور اس سے منع کرنا ہے۔

اور جب ہم غیر محرم اور اجنبی مردوں کے سامنے بے پردگی، اور عورت کا چہرہ نکار کھنے پر غور و فکر اور تامل کرتے ہیں تو ہم یہ اس کے نتیجہ میں بہت ساری خرابیاں دیکھتے ہیں، اور اگر یہ فرض بھی کر لیا جائے کہ اس میں کوئی مصلحت پائی جاتی ہے، تو یہ ان خرابیوں کے مقابلہ میں بہت ہی چھوٹی ہے۔

بے پردگی کی خرابیاں درج ذیل ہیں:

1- فتنہ: اس لیے کہ عورت اپنے آپ کو ایسے فعل کے ساتھ فتنہ میں ڈالتی ہے جو اس کے چہرہ کو خوبصورت اور بنا سنوار کر پیش کرتا ہے، اور اسے پر فتن بنا کر دوسروں کے سامنے لاتا ہے، اور یہ چیز شر و برائی اور فساد کے سب سے بڑے اسباب میں سے ہے۔

2- عورت سے شرم و حیاء ہی ختم ہو جاتی ہے، جو کہ ایمان کا حصہ ہے، اور پھر یہ شرم و حیاء عورت کی فطرت کا تقاضا بھی تھا، عورت شرم و حیاء میں ضرب المثل تھی، اسی لیے کہا جاتا ہے:

اپنے پردہ میں رہنے والی کنواری عورت سے بھی زیادہ شرم والا"

اور عورت سے شرم و حیاء کا ختم ہو جانا اس کے ایمان میں نقص کی نشانی ہے، اور جس فطرت پر وہ پیدا ہوئی ہے اس سے نکلنے کی علامت ہے۔

3- اس سے مرد بھی فتنہ کا شکار ہو جاتا ہے، اور خاص کر جب عورت خوبصورت، اور حسن و جمال والی ہو، اور وہ ہنسی مذاق اور اٹھکیلیاں بھی کرتی ہو، جیسا کہ بہت ساری بے پردہ عورتیں منک مک کر چلتی اور کرتی ہیں، اور پھر شیطان تو انسان میں اس طرح سرایت کرتا ہے جس طرح جسم میں خون ہوتا ہے۔

4- مردوں کے ساتھ عورت کا اختلاط اور میل جول:

کیونکہ جب عورت اپنے آپ کو چہرہ ننگا رکھنے اور بے پردہ گھومنے پھرنے میں مردوں کے برابر سمجھے گی تو اس سے شرم و حیاء کما لے گی اور نہ ہی وہ مردوں کے ساتھ دھکم پیل کرنے میں شرمائیگی۔

اور اس چیز میں بہت زیادہ خرابی و فتنہ ہے، امام ترمذی نے حمزہ بن ابواسید انصاری عن ابیہ کے طریق سے حدیث روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ان کے باپ نے بیان کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد سے نکلے تو راہ میں مرد عورتوں کے ساتھ مل گئے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو فرمایا:

"تم ذرا پیچھے ہٹ جاؤ بعد میں آنا، کیونکہ تمہیں راہ کے درمیان چلنے کا حق نہیں، تم راستے کی کناروں کی طرف ہو کر چلا کر، تو عورت بالکل دیوار کے ساتھ ہو کر چلتی حتیٰ کہ دیوار کے ساتھ چپک کر چلنے کی وجہ سے اس کے کپڑے دیوار کے ساتھ اٹک جاتے"

جامع ترمذی حدیث نمبر (5272) علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح الجامع حدیث نمبر (929) میں حسن قرار دیا ہے۔

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کی کلام ختم ہوئی۔

ماخوذ از: رسالۃ الحجاب تالیف ابن عثیمین۔

واللہ اعلم۔